

امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے وجود پر عقلی اور منقولہ دلایل

<?xml encoding="UTF-8">

رسول خدا (ص) کی فریقین سے مروی اس روایت کے مطابق کہ جو شخص اس دنیا میں اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر جائے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے [1]، اگرچہ امام زمانہ (ع) کی تفصیلی معرفت تو میسر نہیں ہے لیکن اجمالی معرفت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔
ہر زمانے میں امام معصوم کی ضرورت، عقلی و نقلی دلائل کے ذریعہ بحثِ امامت میں ثابت ہو چکی ہے۔

عقلی نقطہ نگاہ سے

عقلی دلائل کا اجمالی طور پر خلاصہ یہ ہے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ پیغمبر خاتم (ص) کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے، جو آنحضرت (ص) پر نازل ہوا ہے اور ہمیشہ کے لئے انسان کی تعلیم و تربیت کا دستور العمل ہے، معلم و مربی کی ضرورت ہے۔ وہ قرآن، جس کے قوانین مدنی البطع انسان کے حقوق کے ضامن تو ہیں لیکن ایک مفسر اور ان قوانین کو عملی جامہ پہنانے والے کے محتاج ہیں۔

بعثت کی غرض اس وقت تک متحقق نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام علوم قرآنی کا معلم موجود نہ ہو۔ ایسے بلند مرتبہ اخلاقی فضائل سے آراستہ ہو کہ جو ((انما بعثت لأتمم مکارم الأخلاق)) [2] کا مقصد ہے۔ نیز ہر خطا و خواہشات نفسانی سے پاک و منزہ ہو جس کے سائے میں انسان اس علمی و عملی کمال تک پہنچے جو خداوند تعالیٰ کی غرض ہے۔ [3]

مختصر یہ کہ قرآن ایسی کتاب ہے جو تمام انسانوں کو فکری، اخلاقی اور عملی ظلمات سے نکال کر عالم نور کی جانب ہدایت کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے [4]

اس غرض کا حصول فقط ایسے انسان کے ذریعے ممکن ہے جو خود ظلمات سے دور ہو اور اس کے افکار، اخلاق و اعمال سراپا نور ہوں اور اسی کو امام معصوم کہتے ہیں۔

اور اگر ایسا انسان موجود نہ ہو تو تعلیم کتاب و حکمت اور امت کے درمیان عدل کا قیام کیسے میسر ہو سکتا ہے؟ اور خود یہی قرآن جو اختلافات کو ختم کرنے کے لئے نازل ہوا ہے، خطاکار افکار اور ہوئی و ہوس کے اسیر نفوس کی وجہ سے، اختلافات کا وسیلہ و آلہ بن کر رہ جائے گا۔

آیا وہ خدا جو خلقتِ انسان میں احسن تقویم کو مدنظر رکھتے ہوئے انسان کی ظاہری خوبصورتی کے لئے بہنوں تک کا خیال رکھ سکتا ہے، کیا ممکن ہے کہ مذکورہ ہدف و مقصد کے لئے کتاب تو بھیج دے لیکن بعثتِ انبیاء اور کتب نازل کرنے کی اصلی غرض، جو سیرتِ انسان کو احسن تقویم تک پہنچانا ہے، باطل کر دے؟!

اب تک کی گفتگو سے رسول خدا (ص) کے اس کلام کا نکتہ واضح و روشن ہو جاتا ہے کہ جسے اہل سنت کی کتابوں نے نقل کیا ہے ((من مات بغير إمام مات ميتة جاهلية)) [5] اور کلام معصومین علیہم السلام کا نکتہ بھی کہ جسے متعدد مضامین کے ساتھ شیعہ کتب میں نقل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت امام علی بن موسی الرضا (ع) نے شرائع دین سے متعلق، مامون کو جو خط لکھا اس کا مضمون یہ ہے ((وإن الارض لا تخلو من حجة الله تعالى على خلقه في كل عصر وأوان وإنهم العروة الوثقى)) یہاں تک کہ آپ (ع) نے فرمایا ((ومن مات ولم يعرفهم مات ميتة جاهلية)) [6]

اب جب کہ اکمال دین و اتمام نعمت ہدایت میں ایسی شخصیت کے وجود کی تاثیر واضح ہو چکی، اگر اس کی عدم موجودگی سے خدا اپنے دین کو ناقص رکھے تو اس عمل کی وجہ یا تویہ ہو گی کہ ایسی شخصیت کا وجود ناممکن ہو یا خدا اس پر قادر نہیں اور یا پھر خدا حکیم نہیں ہے اور ان تینوں کے واضح بطلان سے امام کے وجود کی ضرورت ثابت ہے۔

حدیث ثقلین جس پر فریقین کا اتفاق ہے، ایسی شخصیت کے وجود کی دلیل ہے جو قرآن سے اور قرآن جس سے، ہر گز جدا نہ ہوں گے اور چونکہ مخلوق پر خدا کی حجت، حجت بالغہ ہے، ابن حجر ہیثمی جس کا شیعوں کی نسبت تعصب ڈھکاچھپا نہیں، کہتا ہے ((والحاصل أن الحث وقع على التمسك بالكتاب وبالسنة وبالعلماء بهما من أهل البيت ويستفاد من مجموع ذلك بقاء الأمور الثلاثة إلى قيام الساعة، ثم اعلم أن لحدیث التمسك بذلك طرقاً كثيرة وردت عن نيف وعشرين صحابياً)) [7]

ابن حجر اعتراف کر رہا ہے کہ حدیث ثقلین کے مطابق، جسے بیس سے زیادہ اصحاب نے پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کیا ہے، پوری امت کو کتاب، سنت اور علماء اہل بیت سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے اور ان سب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ تینوں قیامت کے دن تک باقی رہیں گے۔

اور مذهب حق یہی ہے کہ قرآن کے ہمراہ اہل بیت علیہم السلام سے ایسے عالم کا ہونا ضروری ہے جو قرآن میں موجود تمام علوم سے واقف ہو، کیونکہ پوری امت مسلمہ کو، بغیر کسی استثناء کے، کتاب، سنت اور اس کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اور ہر ایک کی ہدایت کا دارومدار اسی تمسک پر ہے۔

روائی نقطہ نگاہ سے:

بارہویں امام (ع) کے متعلق شیعوں کا اعتقاد اور آپ کا ظہور معصومین علیہم السلام سے روایت شدہ متواتر نصوص سے ثابت ہے، جواہرات امامت کے طریقوں میں سے ایک ہے۔

قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں، جنہیں شیعہ و سنی کتب میں امام مہدی (ع) کی حکومت کے ظہور سے تفسیر کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں :

۱۔ [8]

ابو عبد اللہ گنجی کتاب ”البيان في اخبار صاحب الزمان (ع)“ میں کہتا ہے کہ : ”اور بالتحقيق، مہدی کی بقا کا تذکرہ قرآن و سنت میں ہوا ہے۔ قرآن میں یوں کہ سعید بن جبیر قرآن میں خداوند متعال کے اس فرمان کی تفسیر میں کہتے ہیں: ((هو المهدى من عترة فاطمة عليها السلام))“ [9]

۲۔ [10]

فخر رازی کہتا ہے: ”بعض شیعوں کے عقیدے کے مطابق غیب سے مراد مہدی منتظر (ع) ہے، کہ جس کا وعدہ خدا نے قرآن اور حدیث میں کیا ہے۔ قرآن میں یہ کہہ کر اور حدیث میں قول پیغمبر اکرم (ص) کے اس قول کے مطابق ((لو لم یبق من الدنیا إلا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یخرج رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی وکنیتہ کنیتی، یملاً الأرض عدلاً وقسطاً کما ملئت جوراً وظلماً)) [11]، اس کے بعد یہ اشکال کرتا ہے کہ بغیر دلیل کے مطلق کو تخصیص دینا باطل ہے۔“ [12]

فخر رازی نے، حضرت مہدی موعود (ع) کے بارے میں قرآن وحدیث پیغمبر خدا (ص) کی دلالت کو تسلیم کرنے اور آپ (ع) کی غیب میں شمولیت کے اعتراف کے بعد، یہ سمجھا ہے کہ شیعہ، غیب کو فقط حضرت مہدی (ع) سے اختصاص دینے کے قائل ہیں، جب کہ فخر رازی اس بات سے غافل ہے کہ شیعہ امام مہدی (ع) کو مصادیق غیب میں سے ایک مصداق مانتے ہیں۔

[13].۳

ابن حجر کے بقول: ”مقاتل بن سلیمان اور اس کے پیروکار مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“ [14]

[15].۴

اس آیت کو امام مہدی (ع) او رآپ کی حکومت سے تفسیر کیا گیا ہے۔ [16]

[17].۵

اس آیت میں لفظ ((آیۃ)) کی تفسیر، حضرت مہدی (ع) کے ظہور کے وقت دی جانے والی ندا کو بتلایا گیا ہے، جسے تمام اہل زمین سنیں گے اور وہ ندا یہ ہوگی ((إِن حِجَةَ اللَّهِ قَدْ ظَهَرَ عِنْدَ بَيْتِ اللَّهِ فَاتَّبِعُوهُ فَإِنَّ الْحَقَّ مَعَهُ وَفِيهِ)) [18]

[19].۶

امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں: ”یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے۔“ اس کے بعد مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔ [20]

[21].۷

اس آیت کو امام مہدی (ع) اور آپ (ع) کے اصحاب کے بارے میں تفسیر کیا گیا ہے۔ [22] اور اس آیت کا مضمون، یعنی زمین پر صالح افراد کی حکومت، زبور۔ حضرت داود (ع) میں موجود ہے :

کتاب مزامیر۔ زبور حضرت داود (ع)، سینتیسویں مزمور کی انتیسویں آیت میں ہے: ”اور نسل شریر منقطع ہو جائے گی اور صالح افراد زمین کے وارث ہوں گے اور اس میں ابد تک رہیں گے، صالح دھان حکمت کو بیان کرے گا اور اس کی زبان انصاف کا تذکرہ کرے گی۔ اس کے خدا کی شریعت اس کے دل میں ہو گی۔ لہذا اس کے قدم نہ لڑکھڑائیں گے۔“

کتاب مزامیر کے بہترویں مزمور کی پہلی آیت: ”اے خدا بادشاہ کو اپنا انصاف اور اس کے فرزند کو اپنی عدالت عطا کر اور وہ تیری قوم کے درمیان عدالت سے فیصلہ کرے گا اور تیرے مساکین کے ساتھ انصاف کرے گا۔ اس وقت پہاڑ، قوم کے لئے سلامتی کا سامان مہیا کریں گے اور ٹیلے بھی۔ قوم کے مساکین کے درمیان عدالت برقرار کرے گا، فقراء کی اولاد کو نجات دلائے گا اور ظالموں کو سرنگوں کرے گا اور جب تک سورج اور چاند اپنے سارے طبقات کے ساتھ باقی ہیں وہ تجھ سے ڈریں گے۔ وہ کٹے ہوئے سبزہ زاروں پر برسنے والی بارش کی طرح برسے

گا اور زمین کو سیراب کرنے والی بارشوں کی طرح اس کے دور میں صالح افراد خوب پہلے پھولیں گے اور سلامتی ہی سلامتی ہو گی، یہاں تک کہ چاند نابود ہو جائے گا، ایک سمندر سے دوسرے سمندر اور نہر سے دنیا کے آخری کونے تک اس کی حکومت ہو گی، اس کے سامنے صحرا نشین گردنیں جھکائیں گے اور اس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔“

آپ (ع) کے بارے میں فریقین کی کتابوں میں تواتر کی حد تک روایات موجود ہیں۔ ابوالحسن ابری، جو اہل سنت کے بزرگ علماء میں سے ہے، کا کہنا ہے: ”راویوں کی کثیر تعداد نے حضرت محمد مصطفیٰ (ص) سے مہدی کے بارے میں روایت کی ہے جو متواتر ومستفیض ہیں اور یہ کہ وہ اہل بیت پیغمبر (ص) سے ہے، سات سال حکومت کرے گا، زمین کو عدل سے پر کر دے گا، حضرت عیسیٰ (ع) خروج کریں گے اور دجال کو قتل کرنے میں آپ (ع) کی مدد کریں گے۔ امت کی امامت مہدی (ع) کرائیں گے جب کہ عیسیٰ (ع) آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔“ [23]

شبلی نجی نور الابصار میں کہتا ہے: ”پیغمبر اکرم (ص) سے متواتر احادیث ہیں کہ مہدی (ع) آنحضرت (ص) کے اہل بیت سے ہے اور زمین کو عدل سے پر کر دے گا۔“ [24]

ابن ابی حدید معتزلی کہتا ہے: ”فرقہ ہائے مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا اور دینی ذمہ داریاں حضرت مہدی (ع) پر ختم ہوں گی۔“ [25]

زینی دحلان کے بقول: ”جن احادیث میں مہدی (ع) کے ظہور کا ذکر ہوا ہے وہ بہت زیادہ اور متواتر ہیں۔“ [26] آپ (ع) کی خصوصیات اور شمائل کو تو اس مختصر مقدمے میں تحریر نہیں کیا جاسکتا، لیکن پھر بھی شیعہ اور سنی کتب میں مذکور چند خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں :

۱۔ نماز جماعت میں افضل کو تقدم حاصل ہے، جیسا کہ یہ مطلب سنی اور شیعہ روایات میں ذکر ہوا ہے :

((امام القوم وافدهم فقد موا افضلکم)) [27] آپ (ع) کے ظہور اور حکومت حقہ کے قیام کے وقت عیسیٰ بن مریم (ع) آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے اور سنی اور شیعہ روایات کے مطابق آپ (ع) کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔ [28]

وہ ایسی ہستی ہیں کہ کلمۃ اللہ، روح اللہ اور مردوں کو حکم خدا سے زندہ کرنے والے اولوالعزم رسول سے افضل ہیں اور آپ کی وجاہت اور قرب، خدائے ذوالجلال کے نزدیک زیادہ ہے۔ وقتِ نماز، جو خدا کی طرف عروج کا وقت ہے، عیسیٰ بن مریم آپ کی اقتداء کریں گے اور آپ کی زبان مبارک کے ذریعے خدا سے ہم کلام ہوں گے۔ گنجی نے البیان میں نماز و جہاد میں آپ کی امامت کے بارے میں مروی روایات کے صحیح ہونے اور اس تقدم و امامت کے اجماعی ہونے کی تصدیق کے بعد، مفصل بیان کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ اس امامت کو معیار قرار دیتے ہوئے آپ (ع)، عیسیٰ سے افضل ہیں۔ [29]

عقدالدرر، باب اول میں سالم اشل سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتا ہے: ”میں نے ابی جعفر محمد بن علی الباقر (علیہما السلام) کو فرماتے سنا کہ: موسیٰ (ع) نے نظر کی تو پہلی نظر میں وہ کچھ دیکھا جو قائم آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عطا ہونا تھا، پس موسیٰ نے کہا: اے پروردگار! مجھے قائم آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرار دے۔ ان سے کہا گیا : کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذریت سے ہے۔ دوسری بار بھی اس کی مانند دیکھا اور دوبارہ وہی درخواست کی اور وہی جواب سنا، تیسری بار بھی اسی کو

دیکھا اور سوال کیا تو تیسری بار بھی وہی جواب ملا۔“ [30]

باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰ بن عمران (ع) خدا کے اولوالعزم پیغمبر وکلیم اللہ ہیں [31] اور خدا نے انہیں نو آیات کے ساتھ مبعوث فرمایا [32] اور مقرب درگاہ باری تعالیٰ ہیں [33]۔ حضرت مہدی (ع) کے لئے وہ کیا مقام و منزلت تھی جسے دیکھنے کے بعد پانے کی آرزو میں حضرت موسیٰ (ع) نے خدا سے تین مرتبہ درخواست کی۔ حضرت موسیٰ بن عمران کا آپ (ع) کے مقام کو پانے کی آرزو کرنا ایسی حقیقت ہے جس کے لئے کسی اور حدیث و روایت کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ (ع) جیسے اولوالعزم پیغمبر کا آپ (ع) کی اقتدا میں نماز پڑھنا اس مقام کی حسرت و آرزو کے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ عالم و آدم کی خلقت کا نتیجہ اور آدم سے لے کر خاتم تک تمام انبیاء (ع) کی بعثت کا خلاصہ ان چار نکات میں مضمحل ہے:

الف۔ معرفت و عبادت خدا کے نور کا ظہور، جو ساری دنیا کو منور کر دے [34]

ب۔ کائنات کو علم و ایمان سے بھر پور زندگی عطا ہونا جو [35] کا بیان ہے۔

ج۔ باطل کے زوال اور حق کی حکومت کا قائم ہونا جو [36] کی تجلّی ہے۔

د۔ تمام انسانوں کا عدل و انصاف کو اپنانا، جو تمام انبیاء و رسل کے ارسال اور کتب کے نزول کی علت غائی ہے [37] ان تمام آثار کا ظہور قائم آل محمد (ص) کے ہاتھوں ہوگا ((یملأ اللہ بہ الأرض قسطاً وعدلاً بعد ما ملئت جوراً وظلماً)) [38] اور یہ وہ مقام ہے جس کی حسرت و آرزو آدم سے لے کر عیسیٰ تک تمام انبیاء نے کی ہے۔

۲۔ سنی اور شیعہ روایات میں آپ (ع) کو خلیفۃ اللہ کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے ((یخرج المہدی وعلی رأسہ غمامۃ فیہا مناد ینادی: ہذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ)) [39]

اللہ جیسے مقدس اسم کی طرف اضافے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ (ع) کا وجود تمام اسماء حسنی کی آیت ہے۔

۳۔ آپ (ع) کے مقام کی عظمت و بلندی آپ کے اصحاب کے مقام و منزلت سے روشن ہوتی ہے، جس کا ایک نمونہ روایات اہل تشیع میں یہ ہے کہ: ”آپ (ع) کے اصحاب کی مقدار، اہل بدر کی تعداد کے برابر ہے [40] اور ان پر تلواریں ہیں کہ ہر تلوار پر ایک کلمہ لکھا ہوا ہے جو ہزار کلمات کی کنجی ہے۔“ [41] اور روایات اہل سنت میں بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ایک صحیح روایت کا کچھ مربوط حصہ، جسے حاکم نیشاپوری نے مستدرک اور ذہبی نے تلخیص میں نقل کیا ہے، یہ ہے

((لا یستوحشون إلی أحد ولا یفرحون بأحد یدخل فیہم علی عداة أصحاب بدر لم یسبقہم الا ولون ولا یدرکہم الآخرون وعلی عداة أصحاب طالوت الذین جاوزوا معہ النہر)) [42]

۴۔ رسول اکرم (ص) اور حضرت مہدی میں خاتمیت کی مشترکہ خصوصیت اس بات کی متقاضی ہے کہ جس طرح نبوت آپ (ص) پر ختم ہوئی اسی طرح امامت حضرت مہدی پر ختم ہوگی۔ نیز کار دین کا آغاز آنحضرت (ص) کے دست مبارک سے ہوا اور اختتام حضرت مہدی کے ہاتھوں ہوگا۔ اسی نکتے کی جانب شیعہ اور سنی روایات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آنحضور (ص) نے فرمایا: ((المہدی منا یختم الدین بنا کما فتح بنا))

[43]آپ(ع) میں خاتم کی جسمانی، روحانی اور اسمی تمام خصوصیات جلوہ گر ہیں۔

دو مختلف شخصیات، یعنی خاتم النبیین وخاتم الوصیین کا کنیت، اسم، سیرت وصورت کے اعتبار سے ایک ہونا یعنی ابوالقاسم محمد پر دین کا افتتاح واختتام، اہل نظر کے لئے ایسے مافوق ادراک مقام ومرتبے کی حکایت کرتا ہے جو ناقابل بیان ہے۔

اس بارے میں بطور خاص وارد شدہ بعض روایات ملاحظہ ہوں :

الف۔رسول خدا(ص) سے روایت ہے کہ آپ(ص)نے فرمایا:”میری امت میں ایسا فرد ظہور کرے گا کہ اس کا نام میرا نام اور اس کا اخلاق میرا اخلاق ہے، زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔“[44]

ب۔ایک صحیح روایت کے مطابق جسے جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے آباء واجداد اور انہوں نے رسول خدا(ص) سے نقل کیا ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا: ”مہدی میری اولاد سے ہے جس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہے۔ خَلق وخلق میں مجھ سے سب سے زیادہ شبابت رکھتا ہے۔ اس کے لئے ایسی غیبت اور حیرت ہے کہ لوگ دین سے گمراہ ہوجائیں گے، پھر اس کے بعد وہ شہاب ثاقب کی مانند ظہور کرے گا اور زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کردے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔“[45]

ج۔ صحیح نص کے مطابق چھٹے امام جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے آباء اور انہوں نے رسول خدا(ص) سے نقل کیا ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا:”جو میری اولاد میں سے قائم کا انکار کرے، یقیناً اس نے میرا انکار کیا ہے۔“ [46]

د۔شیخ صدوق ا علی اللہ مقامہ نے دو واسطوں سے احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری سے، جو نہایت ہی بزرگ ثقہ افراد میں سے ہیں، نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:”میں حسن بن علی علیہما السلام کی خدمت میں ان کے بعد ان کے جانشین کے متعلق سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اس سے پہلے کہ میں سوال کرتاآپ(ع) نے فرمایا :”اے احمد بن اسحاق! خداوند تبارک وتعالیٰ نے جب سے آدم کو خلق کیا ہے زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی اسے قیامت تک اپنی حجت سے خالی رکھے گا۔ وہ اپنی حجت کے ذریعے اہل زمین سے بلاؤں کو دور کرتا ہے، اس کے وسیلے سے بارش برساتا ہے اور اس کے وجود کی بدولت زمین سے برکات نکالتا ہے۔“

احمد بن اسحاق کہتے ہیں، میں نے پوچھا : ”یا بن رسول اللہ ! آپ کے بعد امام وخلیفہ کون ہے؟“ حضرت امام حسن عسکری(ع) اٹھے، تیزی سے گھر میں داخل ہوئے اور جب باہر تشریف لائے تو آپ(ع) اپنے شانے پر ایک تین سالہ بچے کو لئے ہوئے تھے جس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح دمک رہا تھا، اس کے بعد آپ(ع) نے فرمایا :”اے احمد بن اسحاق! اگر تم خدا اور اس کی حجتوں کے لئے محترم نہ ہوتے تو تمہیں اپنے

بیٹے کی زیارت نہ کراتا، یہ پیغمبر خدا(ص) کا ہمنام اور ہم کنیت ہے۔ یہ وہ ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! اس امت میں اس کی مثال خضر وذوالقرنین کی ہے۔ خدا کی قسم، اس کی غیبت ایسی ہوگی کہ ہلاکت سے اس کے سوا کوئی نہ بچ سکے گا جسے خدا اس فرزند کی امامت پر ثابت قدم رکھے اور جسے خدا نے دعائے تعجیل فرج کی توفیق عنایت کی ہو۔“

پھر احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ”اے میرے آقا! کیا کوئی علامت ہے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے؟“

اس بچے نے فصیح عربی میں کہا :

((اَنَا بَقِيَّةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَالْمَنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِهِ)) میں اس زمین پر بقیۃ اللہ اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا ہوں۔ اے احمد بن اسحاق! دیکھنے کے بعد طلبِ اثر نہ کرو۔“

احمد بن اسحاق کہتا ہے کہ میں مسرور وخوشحال باہر آیا اور اگلے دن امام(ع) کی خدمت میں جا کر عرض کی: ”یا بن رسول اللہ! آپ(ع) نے مجھ پر جو احسان فرمایا اس سے میری خوشی میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ اس بچے میں خضر وذوالقرنین کی صفت کو بھی میرے لئے بیان فرمائیے؟“

امام(ع) نے فرمایا: ”غیبت کا طولانی ہونا، اے احمد۔“

عرض کی: ”یا بن رسول اللہ! اس بچے کی غیبت طولانی ہوگی؟“

امام(ع) نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا۔ غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ اکثر غیبت کے ماننے والے بھی انکار کرنے لگیں گے اور سوائے ان کے کوئی نہ بچے گا جن سے خداوند متعال ہماری ولایت کا اقرار لے چکا ہے او رجن کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا ہے اور اپنی روح کے ساتھ جن کی تائید فرمائی ہے۔ اے احمد بن اسحاق! یہ امر خدا میں سے ایک امر، رازِ خدا میں سے ایک راز اور غیبِ خدا میں سے ایک غیب ہے۔

میں نے جو کچھ دیا ہے اسے لے لو، اسے چھپا کر رکھو اور شاکرین میں سے ہو جاؤ تاکہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ علیین میں سے ہوسکو۔“ [47]

۴۔ سنی اور شیعہ روایت کے مطابق آپ(ع) کا ظہور خانہ کعبہ سے ہوگا۔ آپ(ع) کے دائیں جبرئیل اور بائیں میکائیل ہوں گے۔ چونکہ حضرت جبرئیل(ع) انسان کے حوائج معنوی یعنی افاضہ علوم اور معارف الہیہ کا واسطہ، اور حضرت میکائیل(ع) مادی ضروریات یعنی افاضہٴ ارزاق کا واسطہ ہیں، بنا بر این علوم و ارزاق کے خزان کی کلید آپ(ع) کے اختیار میں ہے۔ [48] سنی اور شیعہ روایت میں ظہور کے وقت آپ(ع) کی صورت مبارک کو کوکبِ درّی سے تشبیہ دی گئی ہے [49] اور ((لہ بپیۃ موسیٰ وبہاء عیسیٰ وحکم داوود وصبر ایوب)) [50]، امام علی رضا(ع) کی حدیث کے مطابق ایسے لباس میں ملبوس ہوں گے کہ ((علیہ جیوب النور تتوقد من شعاع ضیاء القدس)) [51]

۵۔ الغیبۃ میں شیخ طوسی اور صاحب عقد الدرر کی روایت کے مطابق آپ(ع) عاشور کے دن ظہور فرمائیں گے [52] تاکہ [53] کی تفسیر ظاہر ہو۔ اور امام حسین علیہ السلام کے پاکیزہ خون سے آبیاری شدہ اسلام کا شجرہ طیبہ

آپ کی برکت سے ثمر بخش بنے اور یہ آیت کریمہ [54] اپنے عالی ترین مصداق سے منطبق ہو۔

امام زمانہ (علیہ السلام) کی طولانی عمر

ممکن ہے کہ طول عمر، سادہ لوح افراد کے اذہان میں شبہات ایجاد کرنے کا سبب ہو لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک انسان کی عمر کا ہزاروں سال تک طولانی ہونا، نہ تو عقلی طور پر محال ہے اور نہ ہی عادی اعتبار سے، کیونکہ محال عقلی یہ ہے کہ دو نقیضین کے اجتماع یا ارتفاع کا سبب ہو، مثال کے طور پر جیسا کہ ہم کہیں کہ کوئی بھی چیز یا ہے یا نہیں ہے، یا مثلاً عدد یا جفت ہے یا طاق، کہ ان کا اجتماع یا ارتفاع عقلاً محال ہے اور محال عادی یہ ہے کہ عقلی اعتبار سے تو ممکن ہو، لیکن قوانین طبیعت کے مخالف ہو مثال کے طور پر انسان آگ میں گر کر بھی نہ جلے۔

انسان کا ہزار ہا سال طول عمر پانا، اور اس کے بدن کے خلیات کا جوان باقی رہنا نہ تو محال عقلی ہے اور نہ محال عادی، لہذا اگر حضرت نوح علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی عمر اگر نو سو پچاس سال یا اس سے زیادہ واقع ہوئی ہے تو اس سے زیادہ بھی ممکن ہے اور سائنسدان اسی لئے بقاء حیات و نشاط جوانی کے راز کی جستجو میں تھے اور ہیں۔ جس طرح علمی قوانین وقواعد کے ذریعے مختلف دھاتوں کے خلیات کی ترکیب میں تبدیلی سے انہیں آفات اور نابود ہونے سے بچایا جاسکتا ہے اور لوہے کو کہ جسے زنگ لگ جاتا ہے اور تیزاب جسے نابود کر دیتا ہے، آفت نا پذیر طلائے ناب بنایا جاسکتا ہے، اسی طرح علمی قوانین وقواعد کے ذریعے ایک انسان کی طولانی عمر بھی عقلی و عملی اعتبار سے ممکن ہے، چاہے ابھی تک اس راز سے پردے نہ اٹھے ہوں۔

اس بحث سے قطع نظر کہ امام زمان (ع) پر اعتقاد، خداوند متعال کی قدرت مطلقہ، انبیاء کی نبوت اور معجزات کے تحقق پر ایمان لانے کے بعد کا مرحلہ ہے، اسی لئے جو قدرت ابراہیم (ع) کے لئے آگ کوسرد اور سالم قرار دے سکتی ہے، جادوگروں کے جادو کو عصائے موسیٰ کے دھن کے ذریعے نابود کر سکتی ہے، مردوں کو عیسیٰ کے ذریعے زندہ کر سکتی ہے اور اصحاب کہف کو صدیوں تک بغیر کھائے پیئے نیند کی حالت میں باقی رکھ سکتی ہے، اس قدرت کے لئے ایک انسان کو ہزاروں سال تک جوانی کے نشاط کے ساتھ اس حکمت کے تحت سنبھال کر رکھنا نہایت ہی سہل اور آسان ہے کہ زمین پر حجت باقی رہے اور باطل پر حق کے غلبہ پانے کی مشیت نافذ ہو کر رہے [55]

اس واقعے کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ شہرری میں شیخ صدوق کی قبر ٹوٹی اور آپ کے تر وتازہ بدن کے نمایاں ہونے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ کے جسم پر قوانین طبیعت کا کوئی اثر نہیں ہوا اور بدن کو فاسد کرنے والے تمام اسباب وعوامل بے کار ہو کر رہ گئے۔ اگر طبیعت کا عمومی قانون امام زمانہ (ع) کی دعا سے پیدا ہونے والے شخص کے بارے میں ٹوٹ سکتا ہے، جس نے آپ (ع) کے عنوان سے ”کمال الدین وتمام النعمة“ جیسی کتاب لکھی ہے، تو خود اس امام (ع) کے بارے میں قانون کا ٹوٹنا جو نائب خدا اور تمام انبیاء و اوصیاء کا وارث ہے، باعث تعجب نہیں ہونا چاہئے۔

امام زمانہ (علیہ السلام) کے کچھ معجزات

شیخ الطائفہ اپنی کتاب ”الغیۃ“ میں فرماتے ہیں: ”غیبت کے زمانے میں آپ (ع) کی امامت کو ثابت کرنے والے معجزات قابل شمارش نہیں“ [56]۔ اگر شیخ طوسی کے زمانے تک، جنہوں نے ۴۶۰ھ ہجری میں وفات پائی ہے، معجزات کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل تھا تو موجودہ زمانے تک معجزات میں کتنا اضافہ ہو چکا ہو گا؟! لیکن اس مقدمے میں ہم، دو مشہور روایتیں پیش کرتے ہیں، جن کا خلاصہ علی بن عیسیٰ اربلی، [57] جو فریقین کے نزدیک ثقہ ہیں، کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ: ”امام مہدی (ع) کے متعلق لوگ ما فوق العادۃ خبریں اور قصے نقل کرتے ہیں جن کی شرح طولانی ہے۔ میں اپنے زمانے میں واقع ہونے والے دو واقعات، جنہیں میرے دوسرے ثقہ بھائیوں کے ایک گروہ نے بھی نقل کیا ہے، ذکر کرتا ہوں:

۱۔ حلہ میں فرات او ردجلہ کے درمیان آبادی میں اسماعیل بن حسن نامی شخص رہتا تھا، اس کی بائیں ران پر انسان کی مٹھی کے برابر پھوڑا نکل آیا۔ حلہ اور بغداد کے اطباء اسے دیکھنے کے بعد لا علاج قرار دے چکے تھے۔ لہذا وہ سامرہ آگیا اور دو ائمہ حضرت امام ہادی اور امام عسکری علیہما السلام کی زیارت کرنے کے بعد اس نے سرداب میں جاکر خدا کی بارگاہ میں دعا و گریہ کی اور امام زمانہ (ع) کی خدمت میں استغاثہ کیا، اس کے بعد دجلہ کی طرف جاکر غسل کیا اور اپنا لباس پہنا۔ معاً اس نے دیکھا کہ چار گھڑسوار شہر کے دروازے سے باہر آئے۔ ان میں سے ایک بوڑھا تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، ایک جوان رنگین قبا پہنے ہوئے تھا، وہ بوڑھا راستے کی دائیں جانب اور دوسرے دو جوان راستے کی بائیں جانب اور وہ جوان جس نے رنگین قبا پہن رکھی تھی ان کے درمیان راستے پر تھا۔

رنگین قبا والے نے پوچھا: ”تم کل اپنے گھر روانہ ہو جاؤ گے؟“

میں نے کہا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”نزدیک آؤ ذرا دیکھو تو تمہیں کیا تکلیف ہے؟“

اسماعیل آگے بڑھا، اس جوان نے اس پھوڑے کو ہاتھ سے دبایا اور دوبارہ زین پر سوار ہو گیا۔ بوڑھے نے کہا: ”اے اسماعیل! تم فلاح پا گئے، یہ امام (ع) تھے۔“

وہ روانہ ہوئے تو اسماعیل بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، امام (ع) نے فرمایا: ”پلٹ جاؤ۔“

اسماعیل نے کہا: ”آپ سے ہر گز جدا نہیں ہوں گا۔“ امام (ع) نے فرمایا: ”تمہارے پلٹ جانے میں مصلحت ہے۔“

اسماعیل نے دوبارہ کہا: ”آپ سے ہر گز جدا نہیں ہوسکتا۔“ بوڑھے نے کہا: ”اسماعیل! تمہیں شرم نہیں آتی، دو

مرتبہ امام نے فرمایا، پلٹ جاؤ او رتم مخالفت کرتے ہو؟“

اسماعیل وہیں رک گیا، امام چند قدم آگے جانے کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”جب بغداد پہنچو

گے، ابو جعفر یعنی خلیفہ مستنصر باللہ، تمہیں طلب کرے گا۔ جب اس کے پاس جاؤ اور تمہیں کوئی چیز دے،

اس سے نہ لینا اور ہمارے فرزند رضا سے کہنا علی بن عوض کو خط لکھیں، میں اس تک پیغام پہنچا دوں گا کہ

جو تم چاہو گے تمہیں عطا کرے گا۔“

اس کے بعد اصحاب کے ساتھ روانہ ہو گئے اور نظروں سے اوجھل ہونے تک اسماعیل انہیں دیکھتا رہا۔ غم و حزن

اور افسوس کے ساتھ کچھ دیر زمین پر بیٹھ کر ان سے جدائی پر روتا رہا۔ اس کے بعد سامرہ آیا تو لوگ اس کے

ارد گرد جمع ہو کر پوچھنے لگے کہ تمہارے چہرے کا رنگ متغیر کیوں ہے؟ اس نے کہا: کیا تم لوگوں نے شہر سے

خارج ہونے والے سواروں کو پہچانا کہ وہ کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ باشرافت افراد ہیں، جو بھیڑوں کے

مالک ہیں۔ اسماعیل نے کہا: وہ امام(ع) اور آپ(ع) کے اصحاب تھے اور امام(ع) نے میری بیماری پر دستِ شفا پھیر دیا ہے۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ زخم کی جگہ کوئی نشان تک باقی نہیں رہا، اس کے لباس کو بطور تبرک پہاڑ ڈالا۔ یہ خبر خلیفہ تک پہنچی، خلیفہ نے تحقیق کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔

اسماعیل نے رات سرداب میں گزاری اور صبح کی نماز کے بعد لوگوں کے ہمراہ سامراء سے باہر آیا، لوگوں سے خدا حافظی کے بعد وہ چل دیا، جب قنطرہ عتیقہ پہنچا تو اس نے دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم جمع ہے اور ہر آنے والے سے اس کا نام ونسب پوچھ رہے ہیں۔ نشانیوں کی وجہ سے اسے پہچاننے کے بعد لوگ بعنوان تبرک اس کا لباس پہاڑ کر لے گئے۔

تحقیق پر مامور شخص نے خلیفہ کو تمام واقعہ لکھا۔ اس خبر کی تصدیق کے لئے وزیر نے اسماعیل کے رضی الدین نامی ایک دوست کو طلب کیا۔ جب دوست نے اسماعیل کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ اس کی ران پر پھوڑے کا اثر تک باقی نہیں ہے، وہ بے ہوش ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد اسماعیل کو وزیر کو پاس لے گیا، وزیر نے اس کے معالج اطباء کو بلوایا اور جب انہوں نے بھی معائنہ کیا او رپھوڑے کا اثر تک نہ پایا تو کہنے لگے: ”یہ حضرت مسیح کا کام ہے“، وزیر نے کہا: ”ہم جانتے ہیں کہ کس کا کام ہے۔“

وزیر اسے خلیفہ کے پاس لے گیا، خلیفہ نے اس سے حقیقت حال کے متعلق پوچھا، جب واقعہ بیان کیا تو اسے ہزار دینار دئیے، اسماعیل نے کہا: میں ان سے ایک ذرے کو لینے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ خلیفہ نے پوچھا: کس کا ڈر ہے؟ اس نے کہا: ”اس کا جس نے مجھے شفا دی ہے، اس نے مجھ سے کہا ہے کہ ابو جعفر سے کچھ نہ لینا۔“ یہ سن کر خلیفہ رونے لگا۔

علی بن عیسیٰ کہتے ہیں: میں یہ واقعہ کچھ لوگوں کے لئے نقل کر رہا تھا، اسماعیل کا فرزند شمس الدین بھی اس محفل میں موجود تھا جسے میں نہیں پہچانتا تھا، اس نے کہا: ”میں اس کا بیٹا ہوں۔“ میں نے اس سے پوچھا: ”کیا تم نے اپنے والد کی ران دیکھی تھی جب اس پر پھوڑا تھا؟“ اس نے کہا: ”میں اس وقت چھوٹا تھا لیکن اس واقعے کو اپنے والدین، رشتہ داروں او رھمسایوں سے سنا ہے اور جب میں نے اپنے والد کی ران کو دیکھا تو زخم کی جگہ بال بھی آچکے تھے۔“

اور علی بن عیسیٰ کہتے ہیں: ”اسماعیل کے بیٹے نے بتایا کہ صحت یابی کے بعد میرے والد چالیس مرتبہ سامراء گئے کہ شاید دوبارہ ان کی زیارت کر سکیں۔“

۲۔ علی بن عیسیٰ کہتے ہیں: ”میرے لئے سید باقی بن عطوہ علوی حسنی نے حکایت بیان کی کہ ان کے والد عطوہ امام مہدی(ع) کے وجود مبارک پر ایمان نہ رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے: ”اگر آئے اور مجھے بیماری سے شفا دے تو تصدیق کروں گا۔“ اور مسلسل یہ بات کہا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ نماز عشاء کے وقت سب گھر والے جمع تھے کہ والد کے چیخنے کی آواز سنی، تیزی سے ان کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: ”امام(ع) کی خدمت میں پہنچو کہ ابھی ابھی میرے پاس سے باہر گئے ہیں۔“

باہر آئے تو ہمیں کوئی نظر نہیں آیا، دوبارہ والد کے پاس پلٹ کر آئے تو انہوں نے کہا: ”ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا: اے عطوہ، میں نے کہا: لیبیک، اس نے کہا: میں ہوں مہدی، تمہیں اس بیماری سے شفا دینے آیا ہوں اس کے بعد اپنا دست مبارک بڑھا کر میری ران کو دبایا او ر واپس چلے گئے۔“

اس واقعہ کے بعد عطوہ ہرن کی طرح چلتے تھے ۔

زمانہ غیبت میں امام زمانہ (علیہ السلام) سے بہرہ مند ہونے کا طریقہ:

اگر چہ امام زمانہ (ع) ہماری نظروں سے غائب ہیں اور اس غیبت کی وجہ سے امت اسلامی آپ (ع) کے وجود کی ان برکات سے محروم ہے جو آپ (ع) کے ظہور پر متوقف ہیں، لیکن بعض فیوضات ظہور سے وابستہ نہیں ہیں۔

آپ (ع) کی مثال آفتاب کی سی ہے، کہ غیبت کے بادل پاکیزہ دلوں میں آپ (ع) کے وجود کی تاثیر میں رکاوٹ نہیں بن سکتے، اسی طرح جیسے سورج کی شعاعوں سے اعماق زمین میں موجود نفیس جواہر پروان چڑھتے ہیں اور سنگ و خاک کے ضخیم پردے اس گوہر کو آفتاب سے استفادہ کرنے سے نہیں روک سکتے۔

جیسا کہ خداوند متعال کے الطافِ خاصہ سے بہرہ مند ہونا دو طریقوں سے میسر ہے۔
اول۔ جہاد فی اللہ کے ذریعے، یعنی خدا کے نور عنایت کے انعکاس میں رکاوٹ بننے والی کدورتوں سے نفس کو پاک کرنے سے۔

دوم۔ اضطراب کے ذریعے جو فطرت اور مبدء فیض کے درمیان موجود پردوں کو ہٹاتا ہے [58]
اسی طرح فیضِ الہی کے وسیلے سے استفادہ کرنا جو اسم اعظم و مثّلِ اعلیٰ ہے، دو طریقوں سے ممکن ہے :

اول۔ فکری، اخلاقی اور عملی تزکیہ کہ ((أما تعلم أن أمرنا هذا لا ينال إلا بالورع)) [59]

دوم۔ اضطراب اور اسباب مادی سے قطع تعلق کے ذریعے کہ اس طریقے سے بہت سے افراد جن کے لئے کوئی چارہ کار نہ بچا تھا اور جو بالکل بے دست و پا ہو کر رہ گئے تھے، امام (ع) سے استغاثہ کرنے کے بعد نتیجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

آخر میں ہم ساحت مقدس امام زمانہ (ع) کے حضور میں اپنے قصور و تقصیر کا اعتراف کرتے ہیں۔ آپ (ع) وہ ہیں جس کے وسیلے سے خدا نے اپنے نور اور آپ (ع) ہی کے وجودِ مبارک سے اپنے کلمے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے، کمالِ دین امامت سے ہے اور کمالِ امامت آپ (ع) سے ہے اور آپ (ع) کی ولادت کی شب یہ دعا وارد ہوئی ہے ((اللهم بحق ليلتنا هذه ومولودها وحجتك وموعودها التي قرنت إلى فضلها فضلك، فتمت كلمتك صدقاً وعدلاً، لا مبدل لكلماتك و لا معقب لآياتك، و نورك المتعلق و ضياك المشرق و العلم النور في طخياء الديجور الغائب المستور جلّ مولده و كرم محتده، و الملائكة شهده واللّٰه ناصره و مؤيّده إذا آن ميعاده، و الملائكة امداده، سيف الله الذي لا ينبو، و نوره الذي لا يخبو، و ذو الحلم الذي لا يصبو...)) [60]

[1] رجوع کریں آئندہ صفحہ حاشیہ نمبر ۲۔

[2] بحار الانوار ج ۱۶ ص ۲۱۰ (فقط مبعوث ہوا ہوں اس لئے کہ مکارم الاخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں۔

[3] سورہ فاطر، آیت ۱۰۔ ”پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انہیں بلند کرتا ہے۔“

[4] سورہ ابراہیم، آیت ۱۔ ”آل یہ کتاب ہے جسے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حکم خدا سے

تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔“

[5] ”جو اس حال میں مر جائے کہ اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے تو وہ جہالت کی موت مرے گا۔“ مسند

الشاميين، ج ۲، ص ۲۳۷، المعجم الكبير، ج ۱۹، ص ۳۸۸۔

مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۹۶ اور دوسری کتابیں۔

[6] عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۲۲۔ ”زمین حجت خدا سے کسی زمانہ میں خالی نہ ہوگی اور یہ حجت مستحکم وسیلہ ہیں یہاں تک کہ فرمایا جو مرجائے اور ان کو نہ پہچانتا ہو وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔“

[7] صواعق محرقہ، ص ۱۵۰۔

[8] سورہ توبہ، آیت ۳۳۔ ”وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔“

[9] البیان فی اخبار صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف، ص ۵۲۸ (کتاب کفایۃ الطالب میں)

[10] سورہ بقرہ، آیت ۳۔ ”جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں۔“

[11] ”اگر دنیا کے ختم ہو جانے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو خدا اس کو اتنا طولانی کر دے گا کہ میرے اہل بیت (ع) میں سے ایک شخص قیام کرے جو میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی جو زمین کو عدل وانصاف سے ویسا بھر دے گا جیسے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔“

[12] تفسیر کبیر، فخر رازی، ج ۲، ص ۲۸۔

[13] سورہ زخرف، آیت ۶۱۔ ”اور بے شک یہ قیامت کی واضح دلیل ہے لہذا اس میں شک نہ کرو اور میرا اتباع کرو کہ بھی سیدھا راستہ ہے۔“

[14] صواعق محرقہ، ص ۱۶۲۔

[15] سورہ نور، آیت ۵۵۔ ”اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اس طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو درحقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں۔“

[16] تفسیر کبیر، فخر رازی، ج ۲، ص ۲۸۔ غیبۃ نعمانی، شیخ طوسی، ص ۱۷۷؛ تفسیر القمی، ج ۱، ص ۱۴، اور دیگر منابع۔

[17] سورہ شعراء، آیت ۲۔ ”اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کردیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جاتیں۔“

[18] ینابیع المودۃ، ج ۳، ص ۲۹۷۔ ”آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی حجت کا ظہور خانہ خدا میں ہو گیا ہے تو اس کی پیروی کرو کیونکہ حق اس کے ساتھ ہے اس کی ذات کے اندر ضم ہے۔“

[19] سورہ قصص، آیت ۵۔ ”اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنادیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیدیں۔“

[20] نہج البلاغہ، شماره ۲۰۹، از حکمت امیر المومنین علیہ السلام۔

[21] سورہ انبیاء، آیت ۱۰۵۔ ”اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔“

[22] بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۴۷، نمبر ۶۔

[23] تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۱۲۶، (محمد بن خالد جندی کے ترجمہ میں)

[24] نور الابصار، ص ۱۸۹۔

[25] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۰، ص ۹۶۔

[26] الفتوحات الاسلامیہ، ج ۲، ص ۳۳۸۔

[27] ”ہر قوم کا امام وہ ہوتا ہے جو سب سے پہلے خدا پر وارد ہوتا ہے تو تم لوگ بھی افضل کو آگے کرو۔“ بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث، ص ۵۶، نمبر ۱۳۹۔ وسائل الشیعہ، کتاب الصلاة، ابواب الجماعة، باب ۲۶، ج ۸، ص ۳۲۷۔

[28] الصواعق المحرقة، ص ۱۶۴، فتح الباری، ج ۶، ص ۳۵۸، اور اسی کے مشابہ صحیح بخاری، ج ۴، ص ۱۴۳؛ صحیح مسلم، ج ۱، ص ۹۴؛ سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۳۶؛ عقد الدرر، دسواں حصہ، اور اہل سنت کی دوسری کتابیں۔

الغیبة نعمانی، ص ۷۵۔ بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۲۷۲ اور شیعوں کی دوسری کتابیں۔

[29] البیان فی اخبار صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف، ص ۴۹۸۔

[30] عقد الدرر، پہلا حصہ، ص ۲۶، الغیبة نعمانی، ص ۲۴۰۔

[31] سورہ نساء، آیت ۱۶۴۔ ”اور موسیٰ سے خدا نے کلام کیا جو حق کلام کرنے کا تھا۔“

[32] سورہ اسراء، آیت ۱۰۱۔ ”اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں

[33] سورہ مریم، آیت ۵۲۔ ”اور ہم نے انہیکوہ طور کے داہنے طرف سے آواز دی اور راز و نیاز کے لئے اپنے سے قریب بلا لیا۔“

[34] سورہ زمر، آیت ۶۹۔ ”اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔“

[35] سورہ حدید، آیت ۱۷۔ ”یاد رکھو کہ خدا زندہ کرتا ہے زمین کو اس کی موت کے بعد۔“

[36] سورہ اسراء، آیت ۸۱۔ ”اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا کہ باطل ہر حال فنا ہونے والا ہے۔“

[37] سورہ حدید، آیت ۲۵۔ ”بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا تاکہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں۔“

[38] ”خدا زمین کو اس کے ذریعہ عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے ظلم و جور سے پر تھی۔“ بحار الانوار، ج ۳۸، ص ۱۲۶۔ اسی مضمون سے ملتی ہوئی عبارت البیان فی اخبار صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف،

ص ۵۰۵، (کتاب کفایۃ الطالب)

صحیح ابن حبان، ج ۱۵، ص ۲۳۸۔ مستدرک صحیحین، ج ۴، ص ۵۱۴۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۶، مسند ابی یعلیٰ، ج ۲، ص ۲۷۴ نمبر ۹۸۷ اور دوسری کتابیں۔

[39] بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۸۱۔ ”مہدی اس حال میں خروج کرے گا کہ اس کے سر پر ایک ابر ہوگا جس میں ایک منادی ندا دے گا یہ مہدی ہے جو خدا کا خلیفہ ہے بس اس کی اتباع کرو۔“

عنوان خلیفۃ اللہ مستدرک صحیحین، ج ۴، ص ۲۶۴ میں

سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۳۶ مسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۲۷۷

نور الابصار، ص ۱۸۸۔

عقد الدرر الباب الخامس، ص ۱۲۵ اور دوسری کتابوں میں آیا ہے۔

[40] بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۵۷۔

[41] بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۸۶۔

[42] مستدرک صحیحین، ج ۴، ص ۵۵۴ (ان کو خوف نہیں کہ کسی سے مدد حاصل کریں اور نہ کسی سے خوش ہوتے ہیں کہ ان میں داخل ہوجائیں ان کی تعداد اصحاب بدر کے برابر ہیں نہ ان سے کوئی سبقت لے پایا ہے اور نہ ہوئی ان تک پہنچ سکتا ہے ان کی تعداد طالوت کے اس لشکر کے جتنی ہے جس نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا تھا۔

[43] صواعق محرقہ، ص ۱۶۳۔ اسی مضمون سے ملتی ہوئی عبارت المعجم الاوسط میں، ج ۱، ص ۵۶ میں ہے۔

عقد الدرر الباب السابع، ص ۱۲۵، اور اہل سنت کی دوسری کتابیں۔

بحار الانوار، ۵۱، ص ۹۳ اور شیعوں کی دوسری کتابیں میں آیا ہے۔

[44] صحیح ابن حبان، ج ۸، ص ۲۹۱، ح ۶۸۱ اور دوسری کتابیں۔

[45] کمال الدین وتمام النعمة، باب ۲۵، رقم ۴، ص ۲۸۷۔

[46] کمال الدین وتمام النعمة، باب ۳۹، رقم ۸، ص ۴۱۲۔

[47] کمال الدین وتمام النعمة، ص ۳۸۴ وینابیع المودة، ص ۴۵۸۔

[48] عقد الدرر الباب الخامس وفصل اول الباب الرابع، ص ۶۵؛ الامالی للمفید، ص ۴۵۔

[49] فیض القدير، ج ۶، ص ۳۶۲، نمبر ۹۲۴۵۔ کنز العمال، ج ۱۴، ص ۲۶۴، نمبر ۳۸۶۶۶۔

ینابیع المودة، ج ۲، ص ۱۰۴، ج ۳، ص ۲۶۳، اور اہل سنت کی دوسری کتابیں

بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۲۱۴ و ۲۲۲، ص ۵۱، اور دوسرے موارد اور شیعوں کی دوسری کتابیں۔

[50] بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۳۰۳۔

[51] بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۵۲۔ ”اس پر نور کے اس طرح لباس ہیں جو قدس کی روشنی سے روشن رہتے ہیں۔“

[52] الغیبة، ص ۴۵۲ و ۴۵۳، عقد الدرر الباب الرابع، فصل اول، ص ۶۵۔

[53] سورہ صف، آیت ۸۔ ”یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل

کرنے والا ہے چاہے یہ بات کفار کو کتنی ناگوار کیوں نہ ہو۔“

[54] سورہ اسراء، آیت ۳۳۔ ”جو مظلوم قتل ہوتا ہے ہم اس کے ولی کو بدلہ کا اختیار دے دیتے ہیں۔“

[55] سورہ یس، آیت ۸۲۔ ”اس کا صرف امر یہ ہے کہ کسی شے کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کر لے کہ ہو جاوے

وہ شے ہو جاتی ہے۔“

[56] الغیبة شیخ طوسی، ص ۲۸۱۔

[57] كشف الغمة، ج ۲، ص ۴۹۳۔

[58] سورہ نمل، آیت ۶۲۔ ”بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے اور اس

کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔“

[59] بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۷۱۔ ”کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارے امر تک نائل نہیں ہوسکتے مگر تقویٰ کے ذریعہ۔“

[60] مصباح متہجد، ص ۸۲۲۔